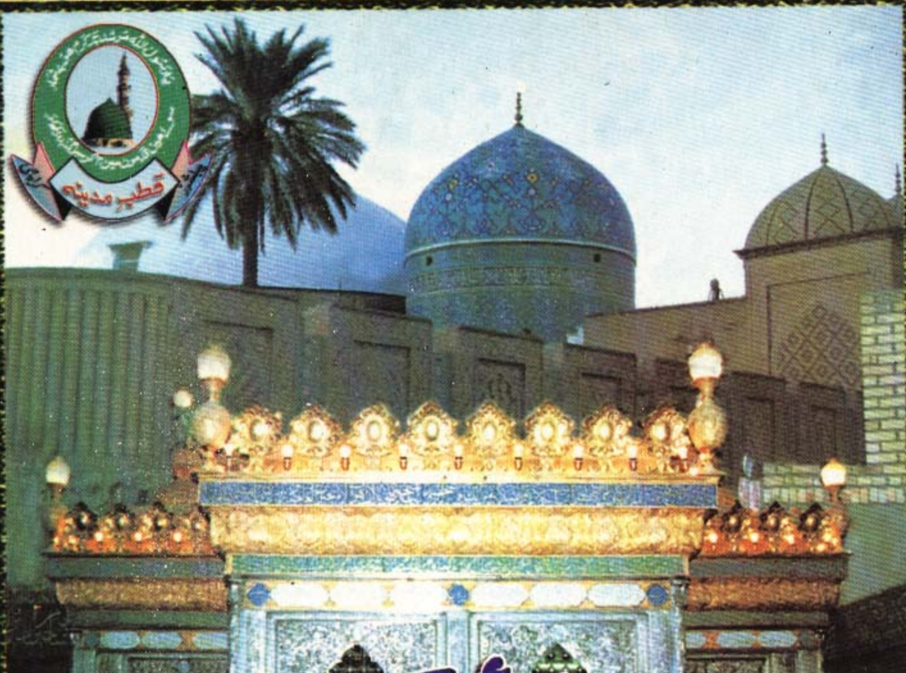


اولیائے کرام کی نذر نیاز ماننے کا ثبوت

رئیس التحریر مناظر اہلسنت شیخ الحدیث سرمایہ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ
محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی بہاولپور

باہتمام جناب محمد فضیل رضا قادری عطاری

قطب مدینہ پبلیشرز کھارادر کراچی 0320 4027536

عرض ناشر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی الہ و اصحابہٖ وبارک وسلمo

اما بعد! فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیمo

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اولیاء کرام کی نذر ماننا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جسے مخالفین عوام اہلسنت کو ورغلانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کا سایہ عوام اہلسنت پر تادیر قائم و دائم رکھیں۔ کہ جنھوں نے یہ رسالہ "اقوال اکابر فی نذور اھل المقابر" تحریر فرما کر مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا اور دلائل کے ساتھ اولیاء کرام کی نذر ماننے کے ثبوت پیش کیے۔ اللہ تعالیٰ نے قطب مدینہ پبلشرز کو یہ سعادت عطا کی کہ اُس نے حضرت کی اس کتاب کو شائع فرمایا تاکہ عوام اہلسنت زیادہ سے زیادہ اس کتاب سے مستفیض ہو سکے۔

"خادم اہلسنت"

محمد فضیل رضا عطاری عفی عنہ

۲۶ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

بمطابق 31 مئی 2000ء بروز بدھ (کراچی)

پیش لفظ

تحریک وہابیت نے بے شمار مسائل کو شرک وبدعت کا نشانہ بنایا ہے منجملہ ان کے مزارات کی نذرو نیاز بھی ہے، بلکہ انہوں نے اس میں اتنا تجاوز کیا کہ "ما اھل بہ لغیر اللہ" سے دلیل لے کر ہر عمل کو شرک حتیٰ کہ کھانے پینے تک کو خنزیر تک پہنچادیا فقیر نے دلائل علمی کے ساتھ القول المبرور فی تحقیق النذور' رسالہ لکھا اور اس رسالہ 'اقوال الاکابر فی نذور المقابر' میں خیر القرون سے لے کر ۱۴۰۰ھ تک کے علماء و مشائخ کے فتاویٰ اور اس کے جواز پر صریح عبارات لکھی ہیں تاکہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ نذر اولیاء (منت۔ منوتی) پر شرک کے فتوے تحریک وہابیت نے انگریز کے اشاروں سے لگائے ہیں کیونکہ اس سے پہلے اور اس کے علاوہ تمام اہل اسلام اس کے قائل اور عامل تھے' اور آج بھی ہیں۔ ہاں ان منت و منوتی اور نذور عرفی میں عوام غلطیاں کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی جائے نہ کہ انہیں مشرک کہا جائے۔ سر کا درد ہو تو درد کا علاج کیا جاتا ہے سر کو نہیں کاٹا جاتا ہے۔ ولکن الوہابیہ قوم لا یعقلون۔

پیش نظر رسالہ کی ترتیب تدوین میں حضرت مولانا ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری مدظلہ اور ان کے ہونہار بھائی مولانا سرفراز احمد اختر القادری نے اپنی علالت کے باوجود جو تعاون کیا وہ قابل تحسین ہے، فقیر قادری ان کے لئے دن رات دعا گو ہے۔

مدینے کا بھکاری

فقیر قادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ ۲۱ شوال ۱۴۱۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم
وعلی آلہ واصحابہ و حزبہ العظیم

فقیر اویسی غفرلہ ۱۴۰۰ھ بغداد شریف اور عراق کے مختلف مزارات کی حاضری سے مشرف ہوا۔ تو کئی مزارات پر دنبے' بکرے ذبح شدہ اپنی آنکھوں سے دیکھے سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے احاطے کے باہر دو دنبے ہمارے سامنے ذبح ہوئے اور سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار پر بکرا ذبح ہوا۔ اس وقت وہاں موجود ایک مجاور شخص اس گوشت سے اپنا حصہ لے رہا تھا ہماری پاکستانی وضع قطع کو دیکھ کر اس نے ہمیں خصوصیت کے ساتھ دعوت دی چونکہ ہم نے فوراً واپس ہونا تھا اس لئے کہ صبح کو ہماری پرواز تھی اس لئے ہم نے معذرت کرلی۔ اس ہمہ گیر عمل کو مخالفین حرام کہتے ہیں اور آیت ما اھل بہ لغیر اللہ سے استدلال کرتے ہیں۔ اگرچہ علماء اہلسنت نے آیت ھذا کے جوابات کافی تحریر فرمائے ہیں لیکن فقیر نے مستقل تصنیف کے علاوہ تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پارہ دوم کے حاشیہ کے تحت آیت ھذا میں بہت کچھ لکھا ہے۔

مخالفین کا دوسرا حربہ یہ ہے کہ " النذر لغیر اللہ حرام " ہے۔ الحمدللہ ان

ک

کے اس غلط سوال کے وافی و شافی جوابات اور مزید بہترین تحقیق فقیر نے اپنے رسالہ نذر و نیاز میں لکھ چکا ہے اس رسالہ میں صرف ان اکابر اسلام کی تصریحات کا مجموعہ پیش کرنا ہے جو تحریک وہابیت سے پہلے گزرے ہیں یا دہ مستند علماء کرام کی تحریریں عرض کروں گا جن پر وہابی دیوبندی الزام لگاتے ہیں کہ یہی علماء عوام کو شرک میں مبتلا کر رہے ہیں اکابر و اسلاف کی تصریحات اور تحریک وہابیت کے بعد کے علماء کرام کی تحریروں سے ثابت ہو گا کہ نذر تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ بزرگوں کے نام اور ان کی ارواح طیبہ کے ایصال ثواب کی وجہ سے ہے۔ یا نذر اولیاء میں عرف مراد ہے۔ اس لئے اس رسالہ کا نام تحقیق الاکابر فی نذور القبور رکھا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم

مقدمہ :

جملہ علماء و مشائخ اہل سنت اکابر اولیاء تمام کا اتفاق ہے کہ غیر اللہ کے لئے نذر ماننا یقیناً کفر ہے' مثلاً اگر کوئی کہتا ہے کہ اے غوث پاک آپ دعا کریں کہ اگر میرا مریض اچھا ہو گیا تو میں آپ کے نام کئی دیگ پکاؤں گا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ میرے خدا ہیں۔ اس بیمار کے اچھے ہونے پر میں آپ کی یہ عبادت کروں گا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ میں پلاؤ کا صدقہ کروں گا اللہ کے لئے اس پر جو ثواب ملے گا آپ کو بخشوں گا۔ جیسے کوئی شخص کسی طبیب سے کہے کہ اگر بیمار اچھا ہو گیا تو حکیم صاحب پچاس روپیہ آپ کی نذر کروں گا یہ عرف عام ہے اور شرعاً جائز ہے۔
امام شامی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب الصوم بحث نذر اموات میں بیان فرمایا کہ

بان تکون صیغۃ النذر للہ تعالیٰ للتقرب الیہ

و یکون ذکر الشیخ مرادا بہ فقراءہ۔

صیغہ ءِ نذر اللہ کی عبادت کے لئے ہو اور شیخ کی قبر پر رہنے والے فقراء اس کا مصرف ہوں۔ یہ محض جائز ہے کیونکہ صدقہ صرف اللہ کے لئے ہے اس کے

ثواب کا ہدیہ شیخ کی روح کے لئے ہے' اس صدقہ کا مصرف مزار بزرگ کے خدام وفقراء ہیں قرآن میں ہے کہ حضرت مریم کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ میں اپنے پیٹ کا بچہ خدا کے نذر کرتی ہوں جو کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہوگا۔ یہاں نذر اللہ کی ہوئی اور مصرف بیت المقدس جیسا کہ ارشاد ہوا

انی نذرت لك مافی بطنی محررة.

غیر اللہ کی قسم کھانا شرعاً منع ہے لیکن خود قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ نے غیر اللہ کی قسمیں کھائیں جیسے والتین والزیتون وطور سینین اور حضور علیہ السلام نے فرمایا افلح وابیه اس کے باپ کی قسم وہ کامیاب ہوگیا حالانکہ شرعاً منع ہے کہ شرعی قسم جس پر احکام قسم کفارہ وغیرہ جاری ہو وہ خدا کے سوا کسی کی نہ کھائی جائے مگر لغوی قسم جو محض تاکید کے لئے ہو وہ جائز ہے یہی نذر کا حال ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے نذر مانی تھی کہ میں بیت المقدس میں چراغ کے لئے تیل بھیجوں گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس قسم کو پورا کرو۔ مشکوٰۃ باب النذور میں ہے کہ کسی نے نذر مانی تھی کہ میں بوانہ مقام میں اونٹ ذبح کروں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی وہاں بت وغیرہ نہ تھا تو نذر پوری کرو۔ اسی طرح کسی نے نظر مانی کہ بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد حرام میں نماز پڑھ لو (فائدہ) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ صدقہ وخیرات میں کسی جگہ یا کسی خاص جماعت فقراء وغیرہ کی قید لگا دینا جائز ہے (گھر کی گواہی) فتاویٰ رشیدیہ کتاب الحظر والاباحت صفحہ ۵۴ میں ہے "اور جو اموات اولیاء اللہ کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے جو نذر بمعنی تقرب ان کے نام پر ہے تو حرام ہے"۔

مشکوٰۃ باب مناقب عمر میں ہے کہ بعض بیبیوں نے نذر مانی تھی کہ اگر حضور علیہ السلام جنگ احد سے خیریت واپس آئے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ یہ نذر عرفی تھی نہ کہ شرعی یعنی حضور کی خدمت میں خوشی کا نذرانہ۔

فائدہ

لفظ نذر کے دو معنی ہیں لغوی اور شرعی۔ لغوی معنی سے نذر بزرگان دین کے لئے جائز ہے بمعنی نذرانہ جیسے طواف کے دو معنی ہیں لغوی معنی آس پاس گھومنا اور شرعی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولیطوفوا بالبیت العتیق پرانے گھر کا طواف کریں۔ یہاں طواف شرعی معنی میں ہے اور مزید ارشاد فرماتا ہے۔ یطوفون بینھا وبین حمیم ان یہاں طواف بمعنی لغوی بھی ہے آنا، جانا، گھومنا۔

نوٹ: نذر کا شرعی اور عرفی و لغوی معنی اور ان کے دلائل اور امثلہ فقیر نے رسالہ "نذر و نیاز" میں مفصل لکھ دیئے ہیں۔ یہاں صرف اکابر اولیاء مشائخ اسلاف جو تحریک وہابیت سے قبل گزرے ہیں ان کی تصریحات اور تحریک وہابیت کے بعد کے علمائے اہلسنت کی تحریریں پیش کی جاتی ہیں تاکہ عوام اہل اسلام کو یقین ہو کہ اسلاف اہلسنت کا ایک ہی منشور و دستور ہے اور یہ فتاوئے شرک و بدعت اور حرام اور ناجائز کا فساد وہابیت کی تحریک کا پیا کیا ہوا ہے۔ ورنہ اس سے قبل اور ان کے سوا تمام علمائے اسلام اور مشائخ عظام کے نزدیک مزارات کی نذریں جائز تھیں اور جائز ہیں۔ (ولکن الوہابیہ قوم لا یعقلون)

باب ۱

تحریک وہابیت سے پہلے کے فقہاء و علماء اور صاحبان فتاویٰ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نذر و نیاز کی اہمیت۔

۱۔ عارف ربانی امام اجل سیدی عبدالغنی نابلسی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب "حدیقہ ندیہ" میں ارشاد فرماتے ہیں:

ومن ھذا القبیل زیارۃ القبور والتبرک بضرائح الاولیاء والصالحین والنذر لھم

اور اسی قبیل زیارات مزارات و تبرکات و نذور ہیں اور ان سے برکات حاصل کرنا ہے اور فرماتے ہیں۔

يتعلق ذالك على حصول شفاء او تدوم

غائب فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين بقبورهم

بیمار کی شفاءیا مسافر کے آنے پر اولیاء گزشتہ کی منت ماننا کہ وہ ان کے خدام پر تصدق کرنا مقصود ہوتا ہے لہٰذا یہ نذر عرفی ہے:

کما قال الفقہاء فیمن دفع الزکوٰۃ الفقیر وسماہا فرضا

صح لان الاعتبار بالمعنی لا باللفظ

جیسے فقہاء کرام نے فرمایا کہ فقراء کو زکوٰۃ دے اور فرض کا نام لے تو صحیح ہے کہ اعتبار معنی کا ہے نہ کہ لفظ کا۔

فائدہ

فقہائے کرام نے جواز نذر کی تحقیق فرمائی ہے اس سے مراد یہی نذر عرفی ہے ظاہر ہے کہ یہ نذر اگر فقہی ہوتی تو احیاء کے لئے بھی نہ ہو سکتی تھی حالانکہ یہ دونوں حالتوں میں ہے اور یہ عرف و عمل قدیم سے اکابر دین میں چلا آرہا ہے اور یہ معمول و مقبول ہے لہٰذا مزارات کی نذر نذر عرفی ہے اور اس سے مقصود دراصل صاحب مزار کے خدام و مجاورین و اقارب وغیرہ کی خدمت ہوتی ہے۔

۲۔ یہی امام سیدنا عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہ اپنے رسالے کشف النور میں فرماتے ہیں:

نذر الاولیاء بان تصرف علی فقراء المجاورین

جائز فی نفسه لان النذر فیه مجاز عن العطیة والاعتبار بالمقاصد

اولیاء کرام کی نذر مزار مقدس کے مجاورین و فقراء و خدام و سجادہ نشین پر صرف ہوگی فی نفسہ جائز ہے کیونکہ نذر کا لفظ خدام مزار کے لئے ہی عطیہ ہے اور یہاں اعتبار مقصد ہی کا ہے پھر فرماتے ہیں

فان القائل یعلم ان ذالك یصرف فی مصالح الخدام

اس لئے کہ نذر ماننے والا جانتا ہے کہ نذر خدام مزار کے مفاد پر صرف ہوگی۔

حضرت علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

وعند المصلی الموسوم بصلوۃ العید کان قبرہ یعرف بقبر النذور ان المدفون فیہ رجل من ولد علی ابن ابی طالب یتبرک الناس بزیارتہ ویصدہ ذوالحاجہ منھم لقضاء حاجتہ ط

ترجمہ

اور عید گاہ کے نزدیک ایک قبر ہے جو قبر نذور سے پہچانی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں حضرت علی کی اولاد سے ایک آدمی مدفون ہے۔ لوگ اس کی زیارت کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ اور حاجت والے ان کے در پر ہوتے ہیں۔ اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لئے پھر فرماتے ہیں:

وانما شھر بقبرالنذور لا نہ ما یکاد ینذر لہ نذر الاصح وبلغ الناذر مایرید ولزمہ الوفاء بالمنذور انا احد من نذر لہ مرادا لااخطھا کثیرہ نذورا علی امور متعذرۃ فبلغتھا و لزمنی النذر فوفیت بہ. (تاریخ بغداد ص۱۲۳ج۱)

ترجمہ

اور صرف اس لئے یہ قبر مشہور نہیں کہ (اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ایک آدمی مدفون ہے) اس واسطے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کے واسطے نذر مانی گئی ہو، جو صحیح نہ ہوئی ہو اور نذر ماننے والا اپنی مراد کو نہ پہنچا ہو، اس کو نذر پوری کرنی ہی پڑتی اور میں نے بھی اس واسطے کئی دفعہ بے شمار نذریں کئی مشکل کاموں پر مانیں۔ تو میں بھی مراد کو پہنچا اور مجھے نذر ادا کرنی پڑی تو میں نے نذر کو پورا کیا۔

فائدہ:

ثابت ہوا کہ متقدمین بھی انبیاء و اولیاء کے واسطے نذریں مانتے تھے۔ اور مقصد پورا ہونے پر ادا بھی کرتے تھے۔

تعارف:

خطیب بغدادی مرحوم کی شخصیت سے کون ناواقف ہے آپ کی شہرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ پر بعض ناگوار باتیں لکھنے کی وجہ سے بھی بہت زیادہ ہے۔ باوجود اختلاف، علمی کمالات کے سب قائل ہیں۔ آپ نے بغداد جو مرکز علوم واسرار ہے کے متعلق ثابت کیا کہ مزارات پر نذر مانی جاتی ہیں اور مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ آپ کی وفات ۴۶۳ھ میں ہوئی۔

۳ امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی اپنی کتاب مستطاب، طبقات الکبریٰ احوال حضرت سیدی ابوالمواہب محمد شاذلی رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں "حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا تو حضور ﷺ نے فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت ہو اور اس کا پورا ہونا چاہو تو سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے لئے نذر مان لیا کرو اگرچہ ایک ہی پیسہ ہو تمہاری حاجت پوری ہوگی۔

تعارف:

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ وہ خوش نصیب ولی اللہ ہیں جنہوں نے خود حضور سرور عالم ﷺ سے مع رفقائے دیگر بخاری شریف پڑھی (فیض الباری، انور کشمیری) اس کے علاوہ آپ کے بہت بڑے فضائل وکمالات اور کرامات مشہور ہیں آپ اہل علم اہلسنت اور مخالفین کے نزدیک مسلم اور مستند بزرگ ہیں۔ گیارہویں صدی میں گزرے ہیں۔

تعارف:

سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا: یہ بی بی صاحبہ اہل بیت میں بہت بڑی ولیہ کاملہ گزری ہیں۔ زندگی میں آپ کے ہاں بہت بڑے اولیاء کاملین اور ائمہ مجتہدین حاضری دیتے اور وصال کے بعد بھی منت اور نذر کی ادائیگی کے لئے بے شمار ائمہ و مشائخ کرام اور اولیاء عظام اور علماء کرام حاضری دیتے اور غائبانہ بھی آپ کی منت و

نذر اکسیر کا کام دیتی ہے۔ مزید تفصیل ائمہ تصوف اور اہل شرع کی تصانیف میں ہے۔

نوٹ: یاد رہے نذر اور منت ماننا شرعی فقہی مراد نہیں بلکہ لغوی۔ عرفی مراد ہے۔ جس کی تفصیل اس کتاب میں اور (اقول المبرور) میں عرض کر چکا ہوں۔

انتباہ:

یہ اس لئے بار بار عرض کیا جاتا ہے کہ وہابی دیوبندی لفظ نذر سے دھوکہ دیتے ہیں اس کی تقسیم شرعی و عرفی کا فرق نہ خود کرتے ہیں نہ کرنے دیتے ہیں بڑے چالاک و عیار ہیں۔

امام الفقہاء والمفتین سیدنا امام زین العابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور و مستند کتاب ردالمحتار جو شامی فتاویٰ کے نام سے مشہور ہے، میں لکھتے ہیں:

وان قال یا اللہ انی نذرت لك ان شفیت مریضی اوردت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدة نفیسة او الفقراء الذین بباب امام الشافعی اوالامام اللیث رضی اللہ تعالیٰ عنہم او اشتری حصیراً لمساجدھم او زیتا لقودھا اودراھم لمن یقوم بغائرھا الیٰ غیرذالك مما یکون فیه نفع للفقراء والمنذرلله تعالیٰ ونکر الشیخ انما ھومحل بصرف المنذر مستحقیة القانتین برطاته او مسجده او جامعه فیجوز بھذ الاعتبار ط

اگر کہے اے اللہ میں نے تیرے لئے منت مانی اگر تو نے میرے بیمار کو شفاء دی یا میرے غائب کو واپس کر دیا یا میری حاجت پوری کر دی تو میں ان فقراء کو کھانا کھلاؤں گا جو حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پڑے ہیں یا ان فقراء کو جو حضرت امام شافعی یا حضرت امام لیث رضی اللہ عنہم کے دروازوں پر پڑے ہیں یا ان کی مساجد کی چٹائیاں خریدوں گا یا زیتون (تیل) جلانے کے لئے خریدوں گا یا درہم ان لوگوں کو دوں گا جو ان کے شعار کی دیکھ بھال کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ یعنی وہ

امور جن میں ان کا نفع ہے یہ نذر ہے تو اللہ کے لئے اور شیخ کا ذکر صرف اس لئے ہے کہ وہ نذر کا محل ہے وہ وہی مستحقین ہیں جو اولیاء کی خانقاہوں یا مساجد اور جامعہ وغیرہ کے نگران ہیں اس اعتبار سے یہ نذر جائز ہے۔

آپ کا نام سید محمد امین ہے جو ابن عابدین شامی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ فتاویٰ شامی آپ کی وہ کتاب ہے کہ دور حاضر کا کوئی مفتی اس فتاویٰ کے بغیر فتویٰ نہیں لکھ سکتا اسی وجہ سے ہر فقیہہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر شامی کا فتویٰ ہے تو بس فیصلہ ہو گیا۔ واقعی آپ نے فقہ میں جو موشگافیاں کیں وہ قابل تحسین ہیں۔ آپ نے ۱۲۵۲ھ میں وفات پائی۔

امام الفقہاء والمحققین شیخ زین العابدین بن نجیم فقیہہ حنفی قدس سرہ اپنی معروف و مشہور تصنیف بحر الرائق میں لکھتے ہیں عبارت بعینہ وہی ہے جو حضرت امام شامی نے درج فرمائی صرف یہاں پر امام مذکور کا نام سند کے لئے کافی ہے۔

تعارف:

آپ کی بحر الرائق بہت مشہور تصنیف ہے آپ صاحب تنویر الابصار کے استاد تھے۔ فقہ میں عدیم النظیر امام تھے۔ آپ کی اشباہ و نظائر و دیگر متعدد تصانیف مشہور ہیں۔ ۹۶۹ھ

سید الفقہاء و سید المفتیین حضرت امام سید احمد طحطاوی قدس سرہ نے اپنی مشہور تصنیف طحطاوی میں وہی لکھا جو امام شامی رضی اللہ عنہ کی عبارت ہے صرف یہاں ان کے اسم گرامی کا نام کافی ہے۔

تعارف:

آپ بہت بڑے عالم، فقیہہ، محدث، اور محقق تھے ایک عرصے تک مصر کے مفتی رہے۔ در مختار کا حاشیہ بڑی تحقیق سے لکھا علامہ شامی نے ان حواشی کو سامنے رکھ کر فتاویٰ شامی تیار کیا ۱۲۳۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

خیر الائمہ واستاذ الفقہاء امام خیر الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ استاد صاحب در مختار

اپنے فتاوی خیریہ، ج۔ا میں لکھتے ہیں۔

ان قال یاالله انی نذرت لك ان فعلت معی كذاان اطعم الفقراء بباب السیدة نفیسه رضی الله تعالی عنها والامام الشافعی رضی الله عنه ونحوهمایجوز حیث یکون فیه نفعا اذا نذرالله عزوجل وذکرالشیخ لمحل العرف لمستحقیه القانتین برطاته اومسجده فیجوز بهذا الاعتبار اذمصرف النذر الفقراء وقدوجدo

اگر کہا کہ میں نے تیرے لئے نذر مانی اگر تو نے میرا کام کر دیا تو میں فقراء کو کھانا کھلاؤں گا۔ جو سیدہ نفیسہ اور امام شافعی اور ان جیسے بزرگوں کے دروازوں پر فقراء پڑے ہیں یہ جائز ہے اس حیثیت سے کہ اس میں نفع ہے کیونکہ نذر اللہ تعالی کے لئے ہے اور نذر کا محل صرف وہ نگران ہیں جو ان کی خانقاہوں یا مسجدوں کی نگرانی وغیرہ کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ جائز ہے کیونکہ محل نذر فقراء ہیں اور وہ پائی گئی۔

تعارف:

یہ حضرت امام خیر الدین صاحب در مختار کے استاد اور اپنے زمانہ کے محقق مفتی فقیہ تھے۔ ولادت ۹۹۳ھ اور وفات ۱۰۸۱ھ میں ہوئی رملہ شہر کی طرف منسوب ہیں جو ملک شام میں واقع ہے۔ عمدۃ المفسرین وزبدۃ الاصولیین علامہ ملا احمد جیون استاد شہنشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ تعالی علیہما نے فرمایا کہ

ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة الاولياء كما هوالرسم فی زماننا حلال طیب

(ترجمہ)

اولیا کرام کی نذر کے جانور جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے۔

تعارف:

ملا احمد جیون انبیٹھوی رحمۃ اللہ تعالی تعارف کے محتاج نہیں اور آپ کی مشہور کتاب نور الانور درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے۔ جسے ہر طالب العلم

پڑھ کر علامہ اور فاضل کہلاتا ہے اور ان کی تفسیر تو اصولی اعتبار سے علماء کے علم کی جان ہے موصوف شہنشاہ عالمگیر کے استاد کے علاوہ بہت بڑے جید علماء و فضلاء کے استاد، ولامام ہیں۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے۔

حضرت مخدوم عبدالواحد السیوستانی علیہ الرحمتہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

لان الظاہرمن حال المسلم ان لایریدبالنذرنذرالمخلوق ازاالنذرعبادۃوالعبادۃلایجوزلغیرہ تعالی فیحملنذرہ لقرینۃ حالہ علی المجازعن التصدق علی المجاورین (بیاض واحدی)

اس لئے کہ مسلمان کے حال سے یہ ظاہر ہے کے وہ نذر سے مراد مخلوق کے لئے نذر نہیں لیتا اس لئے وہ عبادت ہے۔ اور عبادت غیر خدا کے واسطے جائز نہیں لہذا مسلمان کے نذر سے مراد اس کی مجاورین پر تصدق کرنا ہے۔ اس لئے مسلمان کا اس بات پر قرینہ ہے کہ وہ نذر سے مراد عبادت نہیں لیتا۔

اکابر اولیاء مشائخ رضی اللہ تعالی عنھم

اگرچہ ہمارے نزدیک ائمہ فقہاء اور صاحبان فتاوٰی بھی اولیاء اللہ ہیں۔ لیکن عرف عام میں انہیں فہرست اولیاء میں بہت کم لوگ گنتے ہیں ہاں سلاسل طیبہ سے وابستگان بزرگان دین ولایت کے نام سے اتنے مشہور ہیں کہ جس سے مخالفین کو انکار کی گنجائش نہیں بلکہ حقیقتاً مرعوب ہو کر انہیں انہی کے القابات، سے جانتے ہیں۔ صرف بطور نمونہ فقیر ایک دو حوالے لکھے گا۔

پیران پیر دستگیر سیدنا غوث اعظم جیلانی محبوب سبحانی محی الدین الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ

آپ کے متعلق حضرت الشیخ علامہ نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی

قدس سرہ العزیز نے بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ

كان شيخنا الشيخ محى الدين عبدالقادر

يقبل النذور ويأكل منها الخ

ہمارے شیخ حضور عبدالقادر جیلانی محی الدین قدس سرہ نذر قبول فرما کر خود بھی تناول فرماتے اور فقراء و مساکین کو بھی نوازتے۔ اسی بہجۃ الاسرار شریف میں ہے۔

ہم سے شریف ابو عبداللہ محمد بن الخضر الحسینی نے حدیث بیان کی اور کہا کہ ہم سے والد ماجد نے فرمایا میں حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فقیر شکستہ دل دیکھا۔ فرمایا تیرا کیا حال ہے۔

عرض کی کہ کل میں کنارۂ دجلہ پر گیا۔ ملاح سے کہا مجھے اس پار لے جا۔ اس نے نہ مانا محتاجی کے سبب میرا دل ٹوٹ گیا۔ فقیر کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک صاحب ایک تھیلی میں تیس اشرفیاں حضور کی نذر کو لائے۔ حضور نے فرمایا یہ لو اور جا کر ملاح کو دو اور اس سے کہنا کہ کبھی کسی فقیر کو نہ لوٹائے اور حضور نے اپنی قمیض مبارک اتار کر اس فقیر کو عطا فرمائی کہ وہ اس سے بیس اشرفیوں میں خرید لی گئی۔

تعارف:

بہجۃ الاسرار کتاب اور اس کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نہایت معتبر اور مستند ہیں، مزید لکھنے کی ضرورت نہیں بہجۃ الاسرار شریف میں ہے

وكنت عنده فاتاه السوادى لعجل وقال يا سيدى هذا نذرناه لك وانصرف فجاء العجل وقف بين يدى الشيخ وقال الشيخ لنا ان هذا العجل يقولُ انى لست العجل الذى نذرلك بل نذرت للشيخ على ابن الهيتى وانما نذرلك اخى

حضرت امام شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے شیخ حضرت نجیب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ ایک دیہاتی ایک

گائے کا بچھڑا لایا اور عرض کیا کہ یہ آپ کی نذر ہے اور چلا گیا۔ حضرت نے جب بچھڑا ملاحظہ فرمایا کہ یہ بچھڑا یوں کہتا ہے کہ میں آپ کی نذر کا نہیں ہوں بلکہ میں تو حضرت علی بن ہیتی کا ہوں اور آپ کی نذر میرا بھائی ہے۔

ان جاء السوادی و بیده عجل یشبه الاول فقال یاسیدی انی نذرت لك هذا ونذرت الشیخ علی بن الهیتی العجل الذی اتیتك اولا۔

اتنے میں وہی دیہاتی ایک بچھڑا لے کر حاضر ہوا عرض کیا یا حضرت یہ بچھڑا آپ کی نذر کا ہے اور جو پہلے لایا تھا وہ تو حضرت علی بن ہیتی کا تھا۔

باب

حکیم الامتہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ محمد بن عبدالوہاب کے ہمزماں اور تحریک وہابیت کے دوران حیات تھے بلکہ اسی دوران دو سال حجاز اقدس میں قیام فرمایا اسلئے غیر مقلدین وہابیہ نے آپ کو وہابی ثابت کرنے کی نہ صرف کوشش کی ہے بلکہ آپ کے نام جو تقویۃ الایمان کی طرز پر فارسی زبان میں رسالے بھی شائع کیے۔ شکر ہے کہ دیوبندیوں نے اس کی سخت تردید کی چنانچہ ماہنامہ الرحیم حیدر آباد سندھ میں محمد ایوب قادری کا مفصل مقالہ شائع ہوا۔ لیکن افسوس کہ بعض تصانیف شاہ ولی اللہ میں وہابیت کی عبارات تیار کر کے شاہ صاحب مرحوم کو وہابیت کا مؤید ثابت کیا چنانچہ اسے فقیر اویسی غفرلہ نے تفصیل کے ساتھ دلائل و شواہد سے اپنی تصنیف التحقیق الجلی فی مسلک شاہ ولی اللہ میں واضح کیا۔

لطیفہ

ہمارے بعض بزرگوں دوستوں نے شاہ ولی اللہ دہلوی کو سنیت سے خارج کر دکھلایا لیکن خدا تعالیٰ بھلا کرے جناب سید مسعود حسن شہاب دہلوی مرحوم کا کہ انہوں نے ہفت روزہ الہام بہاولپور شاہ ولی اللہ نمبر نکال کر اکابر اور موجودہ محققین کی تصریحات شائع کرکے شاہ صاحب کی سنیت اور اپنے اسلاف کا پیروکار ثابت

کر دکھلایا فقیر نے دوبارہ التحقیق الجلی کو دو حصوں پر منقسم کیا ہے اس سے ثابت ہی نہیں بلکہ پورے وثوق سے واضح ہوتا ہے کہ شاہ صاحب مرحوم اپنے خاندان کے عقائد و معمولات پر کاربند تھے۔ اس مسئلہ میں ان کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف انفاس العارفین میں اپنے والد گرامی کے متعلق لکھتے ہیں۔

حضرت ایشان درقصبہ قصبہ ڈاسنہ بہر زیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند شب ہنگام بود دراں محل فرمودند مخدوم ضیافت مامی کنند دمی گویند چیزے خوردہ روید توقفکروند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد دملال بریاراں غالب آید آنگاہ زنے بیاد دطبق برنج شیریں برسرنہادہ وگفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ بنشنیدگان و درگاہامخدوم اللہ دیا رسائم دریں وقت آمدہ ایفاء نذرکردم۔

ان کے والد بزرگوار قصبہ ڈاسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کو گئے رات کو فرمایا کہ مخدوم نے ہماری دعوت کی ہے جب رات زیادہ ہو گئی اور لوگوں کی آمدورفت کم ہو گئی ساتھیوں کو یہ رنج ہوا کہ ناحق ہم بھوکے رہے کہ دیکھتے ہیں کہ ایک عورت میٹھے چاولوں کا طباق سر پر رکھے آ رہی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے حضرت مخدوم اللہ دیا کی نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آجائے گا میں میٹھے چاول پکا کر درگاہ معلی کے خدام و حاضرین کو پیش کرونگی چنانچہ میرا خاوند ابھی آیا ہے اور میں نذر پوری کرنے آگئی ہوں۔ اس عبارت سے اولیائے کرام کا نذر کا پورا کرنا معلوم ہوا۔

حضرت مخدوم کا کشف بھی معلوم ہوا کہ پہلے سے ہی شاہ عبدالرحیم بزرگوار شاہ ولی اللہ کی دعوت کر دی اور اس عورت کا نذر لانا گویا پہلے سے آپ کو معلوم تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی مختلف فیہ مسائل کا حل ہو سکتا ہے۔

یہی شاہ صاحب انفاس العارفین میں اپنے پدر بزرگوار کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت ایشاں می فرمودند که فرہادبیگ رامشکلے پیش افتاد گفت نذر کردم که بار خدایا اگرایں مشکل لبرآیدایں قدر مبلغ بحضرت ایشاں ہدید دہم رآں مشکل مند فع شد آں نذرانه خاطر اوبرفت بعد چندے اسپ او بیمارشدد نزدیك ہلاك سیدبه سبب ایں اُمرمشرف شدم بدست یکے ازخدام گفته فرستاد م که ایں بیماری اسپ بسبب عرم ایفانذراست اسپ خودرامی خواہی نذرے راکه درفلاں محل التزام نموده بفرست دے نادم شدد آں نذر فرستادہماں ساعت اسپ اوشفایافت

حضرت بزرگوار فرماتے ہیں کہ فرہادبیگ کوایک مشکل سخت درپیش آئی اس نے کہا کہ میں حضرت کی نذرمانتا ہوں کہ اگر خدانے میری مشکل آسان کردی تو اس قدرر قم حضرت کی درگاہ میں پیش کروں گا۔ رب تبارک وتعالی کے کرم سے وہ مشکل رفع ہوگئی، اور چند دن میں اس کا گھوڑا سخت بیمار ہوا اور قریب مرنے کے ہوگیا مجھے یہ حال معلوم ہوا تو میں نے خدام میں سے کسی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اپنے گھوڑے کی سلامتی چاہتے ہو تونذر کوپورا کرو وہ یہ سن کر شرمندہ ہوئے اور اس نے نذرپوری کی اسی وقت اس کے گھوڑے کو بھی شفاء مل گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نذر صاحب مزار کی ایفاء واجب ہے۔ اور عدم ادائیگی پر دنیاوی سزا بھی ہوسکتی ہے ان دوحوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

استاذ الکل فخر المحدثین
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ

نے فرمایا

فتاوی عزیز یہ صفحہ ۹۵ مطبع مجتبائی میں ہے که اگر گفته شود یاالہی نذرکردم برائے اگر شفاء دہی مریض رامابانند آں طعام بجوررنم برائے فقراء که بردروزه سیده نفیسه اندیااننداں یا

خرید خوا ھم کرد بوریا ئے مسجد یا روغن زیت برائے روشنی
آن مسجد یا دراہم خوا سم دار برائے کسے کہ شعار مسجد میکند
از قسمیکہ درریںنا نفع فقرک باشد ونذر برائے خداد وندوزکر نمودن
شیخ جزا ہیں نیست کہ محل صرف نذراست مستحقان نذر
جائزاست ۔

(ترجمہ)

اگر منت (نذر) میں یوں کہا جائے کہ یا اللہ میں نے تیرے لئے منت مانی ہے
کہ اگر تو میرے مریض کو شفاء دے یا اس طرح کا کوئی اور کام تو وہ کھانا ان درویشوں
کو کھلاؤں گا جو سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہ کی یا اس طرح کا کوئی اور ولی اللہ کے دربار پر
پڑے ہیں یا مسجد کی چٹائیاں خریدوں گا۔ اسی مسجد کی روشنی کے لئے تیل خریدونگا۔
اس کی خدمت کرونگا جو مسجد کی صفائی وغیرہ کرتا ہے یا ایسی چیزیں جو درویشوں
کو نفع دیں یہ نذر تو اللہ تعالیٰ کیلئے ہے لیکن ولی اللہ کا نام درمیان میں آیا ہے اس لئے
کہ وہی نذر کا مصرف ہے۔

یہی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فتاوی عزیزیہ میں لکھتے ہیں کہ

ومصرف این نذر درویشان متوسلان آن ولی می باشند از اقارب او وغیرہم
یعنی مصرف نذر کا خود نذر ماننے والے کے نزدیک یہی ہے کہ نذر ولی اللہ کے
خدام ومتوسلین اقارب، ومجاورین پر صرف ہوتا ہے اور یہ بلا شبہ یہی نیت نذر
کرنے والے کی ہوتی ہے آخر میں فرماتے ہیں وحکمہ انہ صحیح یجب
الوفاء بہ حکم یہ ہے کہ یہ درست ہے اس کا پورا کرنا واجب ہے۔

یہی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

نذونیاز ہرروزہ کردردرگاہ می آید بقدر
حاجت دراولادوخدام صرف بایدنمود.

اور نذر ونیاز جو روزانہ درگاہ میں آتی ہے وہ اولاد خدام میں تقسیم ہوگی اور یہی حکم

اس کی آمدنی کا ہے کہ اس کی آمدنی بھی خدام و مجاورین پر تقسیم ہو گی۔

فائدہ:

چنانچہ درگاہ کے جملہ مصارف میں صاحب مزار کے خدام متوسلین و مجاورین سجادہ نشین اقارب اولاد سب داخل ہیں۔ دیہات وار اضیات کی آمدنی میں سے بقدر حاجت حصہ مقرر کر دیئے جائیں گے۔ اور وہ مدام پاتے رہیں گے۔ یہی شاہ صاحب فتاوی عزیزیہ میں یہ فرماتے ہیں۔ لہذا جو روزانہ کی آمدنی ہے وہ وقف برائے درگاہ میں داخل نہ ہو گی۔ بلکہ صاحب مزار کے خدام و متعلقین کی ملکیت و حق ہے اور عطیہ برائے درگاہ وقف برائے درگاہ درگاہ کے صیغہ ہائے انتظام اور زائرین کے مفاد پر خرچ کرنے کے علاوہ خدام و مجاورین بھی اس میں داخل ہیں۔

فتاوی عزیزیہ میں ہے

دیہات وآراضی کہ برائے مصارف درگاہ خرچہ دارد وصادر مقرراست الی قولہ درجملہ خدام ومتعلقان درگاہ داخل پس انہارا نصیبے است بقدرحاجت۔

دیہات و آرضی جو درگاہ کے مصارف اور زائرین کے اخراجات کے لئے مقرر ہے مقررہ جائداد کے جملہ مستحقین میں خدام و متعلقین درگاہ بھی داخل ہیں پس بقدر حاجت ان کے بھی حصہ مقرر ہوں گے۔

فائدہ:

نذر اولیاء کرام نذر عرفی کہلاتی ہے چونکہ اولیاء کرام مقربان بارگاہ ذی الجلال ہوتے ہیں اس لئے نذر ماننے والے توسل کے طور پر نذر کی نسبت ان کی طرف کر دیتے ہیں۔ لہذا عرف عام میں اولیاء کرام کی طرف نذر و نیاز کی نسبت اسی بنیاد پر قائم ہے۔

فائدہ:

نذر پتھر کی عمارت کے لئے نہیں، درگاہ در حقیقت اینٹ پتھر سیمنٹ کی اس

عمارت کا نام ہے جس میں کسی اللہ کے دوست کا مزار ہو یا اور کوئی نسبت کسی ولی سے ہو۔ مثلاً وہاں کسی ولی نے اعتکاف کیا ہو یا اسے بطور درس و تدریس و مسافر خانہ خود ولی نے بنایا ہو یا بعد والوں نے اگرچہ عموماً درگاہ سے وہی مقامات منسوب ہوتے ہیں۔ جہاں کسی مقتدر اللہ کے ولی کا مزار ہو محض اس عمارت کے لئے نذر کرنا شرعاً جائز نہیں بلکہ نذر سے مقصود ایصال ثواب و امداد خدام و مجاورین ہی ہوتی ہے۔ تو جو شرف اس عمارت کو حاصل ہے وہ اس نسبت کی بنا پر ہے۔

چنانچہ فتاوی عزیزیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۲۸ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

حقیقت ایں نذر آنست کہ اہدائے ثواب طعام وانفاق وبذل بروح میت کہ امر سیت مسنون واز روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ماوی وفی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ ۔ ایں نذر مستلزم یشودپس حاصل ایں نذر آنست کہ آں نسبت مثلا ۔ اهدار ثواب هذا القدرالی روح فلاں وذکرولی برائے تعین عمل منذورست نہ برائے مصرف ومصرف ایشاں متوسلاں ولی باشند ازاقارب و خدمہ دہم طریقاں وامثال ذالك دہمیں ومقصود نذر کنندگان بلا شبہ وحکمائے صحیح یجب الوفابہ لانہ قرتہ معتبرۃ فی الشرع ط

یعنی حقیقت اس نذر کی یہ ہے کہ کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا ہے اور یہ کام مسنون ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے تو اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ کھانے وغیرہ کی ایک معین مقدار کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا ہے اور ولی کا ذکر عمل منذور کے تعین کیلئے ہے نہ مصرف کیلئے اور مصرف اس کھانے کا اور مال کا اس نذر کرنے والوں کے نزدیک اس

ولی کے عزیز و اقارب والے اور خدام اور ان کے سلسلے والے اور متوسلین ہیں اور یقیناً بلاشبہ ان نذر کرنے والوں کا یہی مقصود ہے اور اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے اور اس کی ادا واجب ہے کیونکہ شریعت میں وہ قربت معتبرہ ہے۔

فائدہ:

جناب شاہ صاحب محدث دہلوی نے نذر کے مسئلہ کو خوب حل فرمادیا اور احادیث صحیحہ سے ثابت کر بتایا اور صاف صاف مسنون لکھا ہے کہ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اثناء عشریہ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۲۶۶ھ صفحہ ۲۴۵ اور مطبوعہ کلکتہ ۱۲۴۲ھ صفحہ نمبر ۳۹۶ تا ۳۹۷ اور مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۱۴ اور مطبوعہ فخر المطابع صفحہ نمبر ۲۲۸ پر فرماتے ہیں۔

حضرت امیروزریہ ظاہرہ اور اتمام امت برمثال پران ومرشدی می پرستند امور تکوینیہ را بستہ باایشاں می دانند و فاتحہ درود وصدقات نذد بنام ایشاں رائج ومعمول گرویدہ چنانچہ باجمع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

یعنی حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ان کی اولاد پاک کی تمام امت مرحومہ پیروں اور مرشدوں کی طرح پرستاری کرتی ہے اور امورات تکوینیہ جو عالم میں ہوتا ہے۔ سب کو ان کے دامن سے وابستہ جانتے ہیں۔ اور فاتحہ و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی تمام امت میں رائج و معمول ہے جس طرح تمام اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ امت کا یہ برتاؤ ہے۔

فائدہ:

حضرت شاہ صاحب نے اولیاء کرام کو نذر و نیاز اور ختم و فاتحہ کو جائز رائج اور تمام امت کا معمول بتایا ہے اور تمام امت مسلمہ کا معمول اجماع کا حکم رکھتا ہے۔ چنانچہ اصول فقہ کی مشہور درسی کتاب۔ نورالانور میں ہے وتعامل الناس ملحق بالاجماع اور مسلمانوں کا کسی امر نیک پر اجماع حجت قطعیہ ہے۔

ایسے اجماع سے خروج ودخول فی النار یقینی ہے حدیث شریف میں فرمایا کہ

من شذ شذ فی النار مشکوۃ

جو علیحدہ ہوا وہ سیدھا جہنم میں گیا۔ اب منکرین اولیاء کی اپنی مرضی ہے کہ جہنم میں خود چھلانگ لگا دیں۔ تو انہیں کون روک سکتا ہے۔ ہم نے بتا دیا ہے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ راستہ دوزخ میں لے جانے والا ہے یہی شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی عزیزیہ مجتبائی صفحہ نمبر ۷۵ میں فرماتے ہیں کہ

طعام که ثواب آن نیاز حضرات امامین رضی الله تعالی عنهما نما یندبرآں فاتحه وقل ودرود خواندن تبرك می شود خوردن آن بسیار خوب است

یعنی حضرات امامین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کا کھانا سامنے رکھ کر اس پر سورۃ فاتحہ اور قل اور درود شریف پڑھنا اس سے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت عمدہ ہے یعنی مستحب ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی ابن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ ہند کی تحریک وہابیت کی شورش سے پہلے وصال فرما گئے لیکن وہابیت کی بدبو جو نجد سے ہند کو متاثر کر رہی تھی۔ اس کے لئے آپ نے بھی بہت کچھ لکھا آپ کے فتاوی سے اس مسئلے کی عبارت حاضر ہے۔

نذر یکه اینجا مستعمل میشود بزبر معنی شرعی است چه عرف آنست که آنچه پیش بزرگان

یہ نذر جو مستعمل عام ہے شرعی نہیں بلکہ عرفی ہے۔ اس لئے عرف یہ ہے کہ جو کچھ بزرگوں کی خدمت میں لے جاتے ہیں۔ اسے نذر و نیاز کہا جاتا ہے۔

مزید حوالہ جات فقیر کے رسالہ نذر و نیاز میں ہیں۔

فائدہ:

موصوف کی اس موضوع پر ایک تصنیف رسالہ نذر و نیاز مشہور ہے اس کا

ترجمہ وحواشی گگھڑے دیوبندیوں نے مسخ کر کے شائع کیا ہے۔ فقیر نے بھی اس کا ترجمہ وحواشی لکھے ہیں اور دیوبندیوں کی خیانتوں کو بھی واضح کیا ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین کے ساتھ وہابیوں دیوبندیوں نے وہی کھیل کھیلا ہے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھیلا کہ ان کا ایک ترجمہ قرآن شائع کیا جو ہندوپاک میں ان کے نام سے بہت مشہور ہے فقیر نے (التحقیق الجلی) میں اسیر شواہدودلائل قائم کیے ہیں۔

فائدہ:

شاہ صاحب موصوف رحمتہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کی خوب خبر لی سب سے پہلے تقویۃ الایمان کا رد لور اس کا نام تفویۃ الایمان آپ کے صاجزادے شاہ مخصوص رحمتہ اللہ علیہ نے تجویز کیا۔ ان کے علاوہ شاہ صاحب کے دوسرے صاجزادے شاہ محمد موسیٰ نے شاہ اسماعیل کی خوب خبر لی یاد رہے کہ یہ شاہ رفیع الدین شاہ اسماعیل کے شاہ عبدالعزیز کے تایا تھے صرف یہی نہیں بلکہ اسماعیل دہلوی کا خاندان یہاں تک کہ اس کا اپنا بیٹا بھی مخالف تھا تفصیل فقیر کی کتاب التحقیق الجلی میں دیکھیے۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی مرحوم

اہل علم کے ہاں ان کے فتاویٰ غیر معتبر و غیر مستند ہیں لیکن چونکہ مخالفین یعنی منکرین اولیاء ان کے حوالہ جات بہت زیادہ پیش کرتے ہیں اسی لئے فقیر بھی انہی کا ایک فتویٰ فتاویٰ عبدالحئی سے پیش کر رہا ہے۔

مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاویٰ جلد نمبر دو صفحہ ۳۹۰ اور صفحہ نمبر ۳۹۱ میں بحر الرائق کے حوالے سے لکھی ہے۔ یعنی جناب ' مولوی صاحب نے کمترین وہابی کے خلاف فتویٰ دیکر نذرونیاز اولیاء کرام کو جائز لکھ دیا۔ بحر الرائق عبارت باب اول میں سے عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو یعنی اگر منت ماننے والے نے کہا

کہ یااللہ میں نے یہ نذر تیرے لئے مانی اگر تو نے میرے مریض کو شفا بخشی یا میرے غائب کو واپس گھر پہنچایا، یا میری حاجت روائی فرمائی تو میں ان فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا جو حضرت سیدہ بی بی نفیسہ حضرت امام شافعی یا حضرت امام لیث رضی اللہ تعالی عنہم کے آستانے پر رہتے ہیں یا ان کی مسجدوں کے لئے چٹائیاں اور وہاں روشنی کیلئے تیل خریدونگا یا اس شخص کو اتنے روپے دونگا جو اس مسجد کی خدمت کرتا ہے۔ یا اور کوئی ایسا کام جس میں فقیروں کا فائدہ ہو تو یہ نذر اللہ کے لئے ہے اور شیخ کا ذکر صرف اس واسطے ہے کہ وہ حقداروں پر نذر کے مال کو خرچ کرنے کا محل ہے۔ جو مسکین اور فقیر ان کی خانقاہ، مسجد یا جامع یا درگاہ میں رہتے ہیں تو اس اعتبار سے یہ نذر جائز ہے۔

تعارف:

مولانا عبدالحئ لکھنوی مرحوم کے والد گرامی علامہ عبدالحلیم مرحوم بہت بڑے فاضل اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے اس سے بڑھ کر آپ کی علمی شخصیت اور کیا ہوگی کہ جب شاہ ولی اللہ اور شاہ فضل رسول بدایونی کا ایک مسئلہ میں اختلاف ہوا تو اس کے حکم میں علامہ عبدالحلیم مرحوم مقرر ہوئے۔ لیکن مولانا عبدالحئ لکھنوی مرحوم علمی لحاظ سے تو خوب تھے۔ لیکن عقائد میں راسخ نہ ہوئے اور فتاوی میں محقق نہیں اسی لئے ان کے فتاوی کی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے خوب خبر لی اس کے باوجود اس مسئلہ میں وہ بھی نذر اولیاء کرام کو جائز لکھا اور وہی کہا جو ہم کہتے ہیں۔

فضلائے دیوبند کے پیرومرشد
حاجی امداد اللہ مہاجر رحمتہ اللہ تعالی علیہ
(حضرت حاجی امداد اللہ کے ملفوضات)

کتاب شمائم امدادیہ مجموعہ قیومی لکھنؤ صفحہ نمبر ۱۲۹ میں ہے کہ جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا۔ اور ارشاد ہوا کہ ان مولانا روم کی

نیاز بھی کی جائے گی گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز اور شرک ہے اور دوسرے یہ کہ خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں تو اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

جس سے قیام مولود شریف اگر بوجہ نام آئے آنحضرت ﷺ کے کوئی شخص تعظیما قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سردار دو عالم و عالمیان روحی فداہ ﷺ کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ دیوبندیوں کے پیر و مرشد نے سارے دیوبندیوں پر قیامت قائم کر دی کہ نیاز و نذر کو بھی جائز بتا دیا اور محفل میلاد شریف کے قیام کو بھی جائز بتا دیا اور اس سے روک دینا بہت بڑی بھلائی سے روک دینا فرمایا اور یہی فتوی تھانوی صاحب کا بھی ہے۔ کیونکہ شمائم امداد یہ مولوی اشرف علی تھانوی نے جمع کی نیز انہی حاجی امداد اللہ صاحب کا ایک فتوی اور سنیے۔ فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ ہیئت مروجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارھویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہ کی اور دسواں بیسواں، چہلم، ششماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق، دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور سہ مہینی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ و حلوائے شب برات و دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں یہاں تو حاجی صاحب نے دیوبندیوں کی جڑ ہی سے صاف کر دی کہ بہت سی چیزیں جائز لکھ دیں اور فیصلہ ہفت مسئلہ جناب تھانوی صاحب کے دست و قلم کا لکھا ہوا ہے۔ تو پیر و مرید دونوں کا یہی فتوی ہے اور دونوں پیر و مرید مشائخ دیوبند ہیں۔

فضلائے دیوبند کے مقتدا اور غیر مقلدین وہابیہ کے پیشوا

فقیر اب چند وہ عبارات عرض کرتا ہے جن کے دم قدم سے خطہ ہند میں وہابیت نے فروغ پایا۔ اگرچہ ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا وہابیت تھی لیکن عربی کا مقولہ مشہور ہے الکذوب قد یصدق جھوٹا کبھی سچ بھی بول لیتا ہے۔ اس لئے ان سے بھی نذر و نیاز کے جواز کی عبارتیں لکھی گئیں۔

اسماعیل دہلوی بانی وہابیت فی الہند نے لکھا کہ

پس باید دانست که مقصوددریں صورت گوشت می بود چنانچه درفاتح دستورست که جانور برائے گوشت ذبح میکند وطعام آں پخته می خورانند وثواب آں طعام بروحمیت می رسانند درایں صورت حیوان مذبوح حلالست ہرگز دراں سبهه نیست واگر نذرمقرر کنیذپس نذر ہم اگر ہر گوشت واقع است آں گوشت حلا ل است بیانش آنکه مثلا

اگر شخصے نذر کندکه فلاں حاجت من برآیدایں قدرنیاز حضرت سید احمد کبیررضی الله عنه ' بکنم وایں قدرطعام نیاز ایشاں مردم رانجور ایم اگرچه دریں نذر گفتگو ست لیکن طعام حلال است ہمچنیں است حکم گوشت مثلا

اگر شخصے بگوید که دومن گوشت نذر حضرت احمد کبیر رضی الله تعالی عنه بعد برآمدن حاجت خود خواہم خوراینده گوشت حلال است واگر بگوییدکه گوشت گاو خواہم خوریندا نیزدرست است واگر به ہمیں قصدگاورا نذرکندنیز واست جراکه مقصود گوشت است بس واگرگاؤ زنده حضرت احمد کبیر رضی الله تعالی عنه کسے رابدبطور یکه نقدی ونیز رواست وگوشت حلال است '

ترجمہ

اولیاء کرام کی نذر جائز بزرگان دین کی نذر جائز اور حیوان منذور جائز ہے اس کا گوشت حلال وطیب ہے سید احمد کبیر رضی اللہ تعالی عنہ کا جانور حلال ہے پیر کا بکرا بڑے پیر دستگیر کا مرغ جائز ہے ایصال ثواب جائز ہے، گوشت پکا کر کھلانا بھی جائز کچا گوشت دینا بھی جائز ہے اور زندہ جانور دینا بھی جائز ہے اور منت ماننا بھی جائز ہے۔

انتباہ:

یہی تمام امور ہم اہلسنت کرتے ہیں تو دیوبندی وہابی حرام شرک اور نا معلوم کیا کیا کہا کرتے ہیں۔ جس کی زد میں ان کے اپنے پیشوا بھی آتے ہیں۔

نیز اسی اسماعیل دہلوی نے لکھا

پس امور مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک وشبہ نہیں۔ (صراط مستقیم ص ۶۴)

نیز اسی اسماعیل دہلوی کی کتاب۔ زبدۃ النصائح' مطبوعہ محمدی ۱۰۳ میں ہے کہ اگر ہمیں طور نذریں لئے اولیائے گزشتگان قدس اللہ اسرار ہم کند رواست۔ اگر اسی طرح اولیاء اسلاف کے لئے نذر کرے تو جائز ہے اسماعیل دہلوی پھر اولیائے کرام رضی اللہ تعالی عنھم کی منت ماننے کو جائز بتا رہا ہے۔

نیز اسکی تفصیل اسی زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح مطبوعہ مطبع محمدی صفحہ ۱۰۳ میں ہے کہ شخصے نذرکندکه یك روپیه الله به محتاجے خواہم دادیا به سیدے صحیح النسب یابدرو لیتے متوکل یا امثال ذالك وسید درویش که محتاج بنا شند بلکه منني مالك لکوك باشند ونادرمحتاج باشد فاماضعومیت الیشان نظر بسادت توکل است نذر برائے خدائے تعالی است ومصرف آں میدومتوکل است اگر ہمیں طور نذر برائے اولیائے گذشتگان قدس الله تعالی اسرائہم کدورواست

ترجمہ

اولیائے کرام و محبوبان خدا کی منت ماننا بھی جائز ہے۔ اور نذر کا مال وطعام مالداروں کو دینا و کھلانا بھی جائز ہے اگرچہ منت ماننے والا محتاج نادار ہو اور ناذر کو اختیار ہے کہ مسکین ومالدار جس کو چاہے شئی منذور دیدے سب جائز ہے۔ اسی خصوصیت کا پورا پورا حق ناذر کو حاصل ہے اور سید صاحب یا صاحب دولت اگرچہ لکھ پتی ہوں اور ناذر مسکین فقیر ہو جب بھی نذر جائز اور سید و صاحب ثروت کو وہ شئی منذور لینا جائز و حلال ہے۔

نیز النصائح فی مسائل الذبائح صفحہ نمبر ۱۰۵ میں ہے کہ

پس اگر شخصے بڑے راخانہ پرور کند تا گوشت اوخوب شود اور اذبح کردہ ویختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ خواندہ بخور اندخللے نیست مشابہ آنست کہ برائے بزرگ معظم۔

کوئی شخص بکرا پالے تاکہ اس کا گوشت خوب ہو اسے ذبح فاتحہ غوث اعظم کے نام پر پڑھ کر کھلائے جائز ہے یہ زندہ بزرگ کے کھلانے کے مشابہ ہے۔

فائدہ :

حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نام کا جانور پالنا جائز ہے اسے ذبح کر کے پکوا کے نیاز فاتحہ کرانا جائز ہے اور لوگوں کو کھلانا جائز ہے۔ اس میں کوئی خلل نہیں ہے اور یہ منت ایسی ہے جیسے کسی زندہ بزرگ کو نذر پیش کی جائے۔

فائدہ :

اس میں وہی کہا جو ہم کہتے ہیں سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت غوث الاعظم لکھ دیا اور غوث الاعظم کا ترجمہ ہے بہت بڑا فریادرس تو غوث الاعظم لکھ کر دہلوی خود اپنی تقویۃ الایمان کے فتوے سے ابوجہل کے برابر مشرک ہوا اور اس کو پیشوامان کر سارے وہابی دیوبندی مشرک مرتد ہوئے اور کھانا کھلانے سے پہلے فاتحہ کرنا نیاز دینا بھی جائز لکھ دیا اور اسی ضمن میں فاتحہ کے وقت کھانا آگے رکھنا بھی ثابت ہو گیا

کہ شرافت و آداب طعام یہی ہے کہ کھانا سامنے رکھے۔

زبدۃ النصائح

مطبوعہ مطبع محمدی صفحہ نمبر ۱۰۵ میں ہے کہ

واگر نذر کند کہ بشرط برآمدن حاجت خود گاؤ دوسالہ فربہ نیاز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ خواہم کر دیس حکم این مثل حکم طعام است اگر نذر بطریق حسن است ہیچ خلل نہ داگر قبیح است فعلش حرام

اگر نذر مانے کہ کام ہو گیا تو۔ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک صحت مند گائے نذر کرونگا۔ اگر بطریق حسن ہے تو کوئی حرج نہیں ورنہ حرام۔

فائدہ:

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کا جانور جائز ہے۔ منت ماننا جائز ہے اگر بطریق حسن ہے تو جائز ہے کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور اگر بہت خراب ہے تو اس کا فعل حرام ہے لیکن وہ جانور حلال ہے اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

فائدہ:

دہلوی کے بھی ان اقوال سے اہل سنت کی ہر بات ثابت ہو گئی اور وہابیوں دیوبندیوں کی ہر بات باطل و مردود ہو گئی کہ زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح مطبوعہ محمدی صفحہ نمبر ۱۰۵ میں ہے کہ

صورت سوم کہ عوام این زمانہ واین ملک ازاں غافل اندر کہ بقصد تقرب خدائے تعالی ذبح کندو ثواب عبادت۔ ذبح بدیگرے رساندراین۔ ہم رداست وجانور حلال وطیب بلکہ برائے ایصال ثواب یہ میت یا بچی این صورت باتشخص والتعین درحدیث داردمنت پیغمبر خدا ﷺ قربانی

کردہ فرمورند تقبل من وممن شہدلک بالوحدانیۃ ولی البلاغ

(برائے اضحیہ ازطرف خود حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ وصیت فرمودانند)

ترجمہ

تیسری صورت یہ ہے کہ اس زمانہ اور اس ملک کے عوام غافل ہیں کہ اللہ تعالی کے قرب کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں۔ اور اس کا ثواب دوسروں کو پہنچاتے ہیں یہ جائز ہے اور جانور حلال طیب ہے بلکہ برائے نیت ایصال ثواب میت یا کسی زندہ کیلئے یہ خاص صورت تو حدیث میں وارد نہیں ہاں رسول اکرم ﷺ نے قربانی کی اور فرمایا اے اللہ مجھ سے اور جس نے وحدانیت کی گواہی دی ہے اور بعد میں اس پیغام کو پہنچایا نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے قربانی کی وصیت فرمائی۔

فائدہ:

ان دلائل عمومی سے بھی اسماعیل دہلوی نے نذر بمعنی ہدیہ تحفہ بطور جواز ثابت کیا۔

تعارف زبدۃ النصائح

یہ کتاب رجب ۱۲۶۷ھ بفرمائش عبدالرحمان خان ساکن کھپر امحال کانپور مطبع محمدی پریس میں چھپی۔ اس کے بعد نایاب ہوئی ممکن ہے کہیں مل جاتی ہو، پرانے کتب خانوں میں موجود ہے اس میں خاندان شاہ ولی اللہ کے فضلاء کی تحریریں ہیں جن میں مختلف فیہ مسائل کا حل ہے اس میں شاہ اسماعیل کی تحریریں بھی ہیں۔ جو فقیر نے اوپر نقل کردی ہیں۔ یہ تحریریں اس وقت کی ہیں جب سید احمد بریلوی انگریزوں کے ایجنٹ کا مرید نہیں ہوا تھا۔ ابھی اپنے خاندان ولی اللہ کے نقش قدم پر تھا۔ یاد رہے کہ شاہ اسماعیل بن شاہ عبدالغنی بن شاہ ولی اللہ پہلے اپنے خاندان کے عقائد پر تھا۔ پھر جب گمراہ ہوا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی زندہ تھے آپ نے اسے تو خاندانی وراثت سے محروم کردیا تھا۔ یہ شاہ اسماعیل، شیخ شاہ عبدالعزیز سے مرتد ہو کر ایک جاہل سید احمد بریلوی کا مرید ہوا۔

(تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب التحقیق الجلیل اسماعیل کا پیر بھائی)

۲) سید احمد کا مرید و خلیفہ خرم علی بلہوری نے نصیحۃ المسلمین صفحہ نمبر ۲۵ میں لکھا ہے کہ "حاضری حضرت عباس کی صحنک فاطمہ کی گیارہویں عبدالقادر جیلانی کی ملیدہ شاہ مدار کا سہ مہینی بو علی قلندر کا توشہ شاہ عبدالحق" کا اور دو سطر کے بعد لکھا ہے اگر منت نہیں صرف ان کی روح کو ثواب پہنچانا منظور ہے تو درست ہے۔ اس نیت سے ہرگز منع نہیں اور یہی خرم علی بلہوری نصیحۃ المسلمین صفحہ نمبر ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ اور بہترین طریقہ فاتحہ شرع کے موافق یوں ہے کہ کھانا پکا کر محتاج غریبوں کو تقسیم کر دے اور یوں کہے کہ یاالٰہی یہ کھانا تیری نذر ہے اس کا ثواب میری طرف سے پیغمبر ﷺ کی روح یا حضرت علی کی روح کو یا عبدالقادر جیلانی کی روح کو یا میرے باپ دادا کی روح کو تو اپنے کرم سے پہنچا دے۔ کھانے کا ثواب کچھ درود اور الحمد کے پڑھنے پر موقوف نہیں پڑھنے کا ثواب جدا اور کھانے کا ثواب جدا۔ اسی طرح کے جواز کا فتویٰ دیوبند کے قطب عالم گنگوہی کا فتویٰ پہلے لکھا جا چکا ہے۔

آخری فیصلہ

شاہ ولی اللہ کا خاندان سنی عقائد و معمولات کا مرکز تھا صرف شاہ اسماعیل گمراہ ہوا اس کے اوپر کا فتویٰ اپنے تایا شاہ رفیع الدین کا عکس ہے۔ شاہ رفیع الدین نے فرمایا

سوال:۔ تخصیص ماکولات اور فاتحہ بزرگان مثل کھچڑا اور ملیدہ اور فاتحہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و توشہ در فاتحہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ذالک وبچیاں تخصیص خوب درگان چہ حکم دارد،

جواب:۔ فاتحہ و طعام بلاشبہ از مستحبات فضیلت و تخصیص کہ فعل مخصص باختیار است منع نمی تواند شد ایں تخصیصات از قسم عرف و عادت اند کہ بمصالح خاصہ و مناسب خفیہ ابتداءً بظہور آمدہ رفتہ رفتہ شیوع یافتہ۔

ترجمہ

سوال:- بزرگوں کی نذر نیاز و فاتحہ میں کھانے کی چیزوں کو خاص کر لینا جیسے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز میں کھچڑا (حلیم) شربت اور گیارہویں شریف میں بریانی و مرغ پلاؤ وغیرہ اور چھٹی شریف میں دلیا، ۲۲ رجب کو ختہ میٹھی پوریاں اور حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیاز میں توشہ کرنا اور اسی طرح خصوصیت کرنا اور کھانے والوں کو بھی اسی طرح خاص کر لینا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب:- فاتحہ نیاز و ختم کرانا اور مسلمانوں کو کھانا کھلانا بیشک نیک کاموں میں ہے اور کسی قسم کا طعام کو خاص کر لینا تو یہ کام نیاز کرنے والوں کا حق ہے اور یہ ان کے ہی اختیار میں ہے تو یہ سبب منع اور بلا جواز نہیں ہو سکتا اور یہ تخصیصات عرف و عادت کی قسم ہے کہ خاص مصلحتوں اور چھپی مناسبتوں کی وجہ سے شروع میں ظاہر ہوئیں۔ پھر آہستہ آہستہ لوگوں میں رائج ہو گئیں۔

مسلمانو!

دیکھو محرم کا کھچڑا اور شربت اور گیارہویں شریف اور گیارہویں شریف کے تبرکات اور اس کے پاکیزہ کھانے اور چھٹی شریف کا دلیا اور کونڈوں کی ختہ پوریاں اور توشہ قادری توشہ مخدومی اور مزارات اولیاء کے چڑھاوے، ملیدہ اور شیرنی اور ناریل اور مٹھائی سب حلال و جائز ہے۔

علماء بریلوی اسلاف کے نقش قدم پر

امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ امام اجل سید ابو الحسن نور الملتہ والدین علی بن یوسف شطنوفی اپنی کتاب مستطاب بہجتہ الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں کہ شیخ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نذریں قبول فرماتے اور ان میں سے بذات اقدس بھی تناول فرماتے۔

اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضور (غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا کہ اجلہ سادات عظام سے ہیں اس سے تناول فرمانا کیونکر ممکن تھا۔

(فتاویٰ افریقہ صفحہ ۸۹، مطبوعہ، مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔)

صدر الشریعہ
حضرت مولانا امجد علی رحمۃ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے خلیفہ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں۔

مسئلہ

اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کے علم وادراک وسمع بصر پہلے کی نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔ انہیں ایصال ثواب نہایت موجب برکات وامر مستحب ہے۔ اسے عرفاً براہ ادب نذر ونیاز کہتے ہیں۔ یہ نذر شرعی نہیں' جیسے نذر دینا۔ ان میں خصوصاً گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت برکت کی چیز ہے (بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر ۷۹) اور دوسری جگہ فرماتے ہیں،

مسئلہ

مسجد میں چراغ جلانے طاق بھرنے یا بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارہویں کی نیاز یا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا شاہ عبدالحق رضی اللہ عنہ کا توشہ کرنے یا حضرت جلال بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کونڈا کرنے یا محرم کی نیاز یا شربت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف ﷺ کرنے کی منت تو یہ شرعی منت نہیں۔ مگر یہ کام منع نہیں ہیں کرے تو اچھا ہے البتہ اس کا خیال رہے کہ کوئی بات خلاف شرع اس کے ساتھ نہ ملائے۔ (بہار شریعت)

شیر بیشہ اہلسنت
مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے شاگرد رشید شیر بیشہء اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں۔ غیر خدا کے لئے

فقہی نذر کی ممانعت ہے۔ اولیاء کرام کیلئے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی میں جو نذریں کی جاتی ہیں۔ یہ نذر فقہی نہیں عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اسے نذر کہتے ہیں۔ بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گزریں۔

فقیر نے گزشتہ اوراق میں اسلاف صالحین اور اکابر علمائے دین سے جن پر مخالفین کو بھی اعتماد ہے مزارات اولیاء کی نذر عرفی کا ثبوت پیش کیا ہے مخالفین اس طرح اسلاف صالحین اور علمائے دین جن پر اہل اسلام کو اعتماد ہو شرک و حرام کا فتوی پیش کریں۔ ان کے پاس بفضلہ تعالیٰ ایک حوالہ بھی ایسا نہ ملے گا۔ حالانکہ دین اسلام جسے اسلاف نے سمجھا دور حاضرہ کے علمی دم بھرنے والوں کو ان کا عشر عشیر بھی نصیب نہیں۔ ہاں ہر نئے گمراہ فرقوں کی طرح قرآن و حدیث سے غلط استدلال کرتے ہیں۔ کبھی تو "ما اهل لغیر الله" کی یہ آیت کے متعلق اہلسنت کی طرف سے بیشمار مضامین شائع ہوئے اور شائع ہو رہے ہیں ان کا اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے کبھی اس کے خلاف وما ذبح علی النصب اور حرام ہے وہ جانور جو کسی بت کے تھان پر ذبح کیا جائے اور پڑھتے ہیں" ہمارا اس آیت کے جواب میں سوال ہے، کہ کیا مزارات اولیاء و انبیاء بت ہیں یا بتوں کے تھان ہیں؟

واقعی مخالفین ایسا سمجھتے ہونگے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مزارات انبیاء و اولیاء مرکز تجلیات حق ہیں۔ جیسا کہ اہلسنت کی تصانیف شاہد ہیں۔ جب یقیناً مزارات تجلیات کا مرکز ہیں تو پھر ان کے قرب میں تقسیم صدقات و خیرات اور جانور ذبح کرنا اوران کے لئے نذر ماننا یعنی ہدایا و تحائف پیش کرنا جیسا کہ تفصیل گذری کیونکر حرام ہوا جبکہ احادیث صحیحہ میں اس قسم کی نذروں کا ثبوت موجود ہے۔ مثلاً مشکوٰۃ شریف میں ابو داؤد کی یہ حدیث شریف ہے کہ

حضور اقدس رحمتہ للعالمین ﷺ کے زمانہ میں ایک صحابی نے مقام بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی تو بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا کہ میں نے یہ منت مانی ہے۔ حضور سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہاں

مشرکوں کا کوئی بت ہے جس کی پوجا کی جاتی ہے۔ عرض کی نہیں سرکار ﷺ نے فرمایا کہ وہاں کافروں مشرکوں کا کوئی میلہ لگتا ہے عرض کی نہیں تو حضور انور ﷺ نے حکم دیا کہ اپنی نذر پوری کرو۔

فائدہ

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نذر ماننا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی ولی بزرگ کے کسی مخصوص مکان یا خانقاہ درگاہ یا آستانہ میں جاکر اسے ادا کرے کیونکہ وہاں نہ کوئی بت ہوتا ہے جس کی پوجا ہوتی ہو اور نہ کافروں کا کوئی میلہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ صحابی رسول ﷺ کی سنت ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نذر کو پورا کرنے کا حکم حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ

ترجمہ

بے شک ایک عورت (سودہ) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئی۔ تو اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا اپنی نذر کو پورا کرو عورت نے عرض کیا میں نذر مانی ہے کہ میں فلاں جگہ جانور ذبح کروں گی۔ اور وہ جاہلیت کا مذبح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بت کے واسطے عرض کیا۔ نہیں، فرمایا وثن کے واسطے اپنی نذر کو پورا کر۔ (ابو داؤد)

اس حدیث شریف میں انبیاء علیہم السلام کے لئے نذر ماننا جائز ثابت ہوا۔ کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بی بی سودہ کو اپنے سامنے اپنے واسطے مانی ہوئی نذر کو پورا کرنے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ خدا کے لئے تو دف بجانے کی نذر مانی بلکہ اس کی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اس بی بی نے نذر مانی اس کی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت فرمائی۔ تو اس بی بی نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دف بجا کر نذر کو پوری کی۔

ایسے ہی آج کل مسلمان انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام کے واسطے نذر عرفی مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کے لئے اپنی منظور نذر اشیاء تقسیم کرتے ہیں یا ان کے مقابر کے سامنے ان کی ارواح کو ثواب پہنچا کر فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں جو عین سنت کے مطابق ہے، جیسا کہ گذشتہ اوراق میں فقیر نے تفصیل سے لکھا ہے۔

انتباہ:

حدیث شریف کے دوسرے حصے میں نبی کریم ﷺ سے صحابیہ مذبح جاہلیت سے متعلق عرض گزار ہوئی کہ اس میں نذر کے جانور کو ذبح کرنے کی اجازت فرمائی جائے۔ تو نبی کریم ﷺ نے صنم اور وثن کے علاوہ جواز کا فتویٰ ارشاد فرمایا اور بتوں کے سبب سے نذر کو روک دیا کہ ان کے لئے نذر کا جانور ذبح کرنا حرام ہے اگر کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کے لئے اس کے مزار کے سامنے ذبح کرنے میں ممانعت ہوتی تو آپ بتوں کے علاوہ انبیاء اولیاء کو بھی اپنی حدیث میں ظاہر فرما دیتے۔

آخری گذارش

نذر اولیاء کے جواز میں تو کوئی شک نہیں، صرف وہابیوں' دیوبندیوں کے شور مچانے سے یہ ناجائز نہیں ہو سکتا لیکن افسوس کہ اس کا مصرف دور حاضرہ میں اکثر غلط ہو رہا ہے۔ افسوس کہ جب سے اوقاف نے درباروں اور مسجدوں پر قبضہ کیا ہے نذر و مزارات کی آمدنی کو اکثر خلاف مقصد بلکہ الٹا مزارات کی توہین پہ خرچ کیا جا رہا ہے یا ایسے امور پر خرچ کیا جا رہا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت تر نقصان دہ ہیں بلکہ اکثر مزارات پر ان وہابی، دیوبندی لوگوں کو مسلط کیا گیا ہے جو مزارات کی آمدنی کو ایک طرف خنزیر کے برابر کہتے ہیں اور پھر ہپ ہپ کر کے کھاتے بھی جا رہے ہیں۔ عجب کھانے غرانے والے لوگ ہیں۔

لعل اللہ محدث بعد ذلک امراً

نذر کا قانون یہ ہے کہ نذر ماننے والے کی جس طرح منت میں خرچ کی نیت ہو

اسی طرح خرچ کرنا واجب ہے۔ امام اجل علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ووجب صرفه فیما قصد جس طرح نذر کرنے والے نے مقرر کیا ہے ویسے ہی اسے صرف کرنا واجب لازم اور ضروری ہے۔

اس لئے اپنے نذرانے اپنے ہاتھ سے فقراؤ مساکین پر خود خرچ کریں۔ نذرانوں کی زیادہ آمدنی ہے تو اپنی کمیٹی بنا کر جائز طریقہ سے اپنی صوابدید پر صرف کریں جیسے ہمارے پیرو مرشد کی درگاہ (خواجہ محکم دین سیرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ اگرچہ محکمہ اوقاف کی زد میں ہے لیکن عقیدت مندوں نے اپنی ایک کمیٹی بنام سیرانی کمیٹی بنا کر اتنا بہترین کام کر دکھایا ہے کہ خود محکمہ اوقاف حیران ہے اور دربار شریف کی تعمیرات کے علاوہ سرائیں خرید کر وقف کر دی ہیں، لنگر کا انتظام، عرس شریف کی خدمات اور سالانہ آنکھوں کا ہسپتال کھول کر خوب کام کیا۔

تمام عقیدت مندان اولیاء کرام کو اپنے اپنے علاقہ میں اس طرح کام کرنا چاہیے، آج کے دور میں یہی صحیح اور کارآمد طریقہ ہے کہ اپنی نذر خود اپنے ہاتھ سے پوری کی جائے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وما علينا الا البلاغ المبين وصلى الله على حبيبه

الكريم وعلى اله واصحابه اجمعين